سفلی عمل

شہنی شہزاد

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

شہنی ارشاد

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ:

رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شیطان اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بہکانے کے واسطے بھیجتا ہے۔سب سے زیادہ مرتبہ والا اس کے نزدیک وہ ہے جو فتنے میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

یہ جب واپس آتے ہیں تو اپنے بدترین کاموں کا ذکر کرتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شخص کو اس طرح بے راہ کر دیا' کوئی کہتا ہے میں نے فلاں شخص سے یہ گناہ کرایا۔شیطان کہتا ہے یہ کچھ نہیں'معمولی کام ہیں۔ یہاں تک کہ ایک آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایک شخص اور اس کی بیوی کے درمیان جھگڑا ڈال دیا۔یہاں تک کہ جدائی ہو گئی۔شیطان اسے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا ہے اسے اپنے پاس بٹھا لیتا ہے اور اس کا مرتبہ بڑھا دیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

جو شخص کسی کاہن کے پاس یا جادو گر کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ سمجھے اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری ہوئی وحی کے ساتھ کفر کیا۔

...☆☆☆...

دوپہر ڈھلنے کو آئی ہے، بھوک سے میرے پیٹ میں شدید اینٹھن ہو رہی ہے، میں نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا ہے، سوائے ایک پیالی چائے کے، افشین نے میرے آگے دو پاپے چائے کے ساتھ رکھے تھے کھانے کے لیے لیکن اس کے شوہر نے بلا کر اسے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ ناشتے کے لیے صرف یہی دو پاپے بچے ہیں۔ تم یہ بھی اپنی ماں کو کھلا دو گی تو میری ماں کیا بھوکی رہے گی، تو میں نے ان پاپوں کو پلیٹ میں ہی رہنے دیا اور چائے کا مگ منہ سے لگا لیا یہ کہہ کر کہ میرا دل نہیں چاہ رہا۔

اللہ میں نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ مجھے ایک وقت اپنا پیٹ بھرنے کے لیے اتنی ذلت اٹھانی پڑے گی، اپنے ربّ سے دن رات اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہوں لیکن ابھی تو میری سزا شروع ہوئی ہے، نہ جانے میری اور کتنی زندگی باقی ہے اور اللہ مجھے کیا کیا نہیں دکھائے گا۔

وہ بھی کیا وقت تھا جب میرے گھر میں صبح ناشتے کی ٹیبل مختلف قسم کی چیزوں سے بھری ہوتی تھی، کوئی پراٹھا آملیٹ کھاتا تھا، کوئی ہاف فرائی انڈا، مکھن سلائس کے ساتھ، تو کوئی حلوہ پوری...اور میں سب کی پسند

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کا خیال رکھتے ہوئے سارا ناشتہ اپنے ملازموں سے تیار کرواتی تھی، پاپوں کا نام سنا تھا کہ غریب لوگ اپنا ناشتہ چائے پاپے کا کرتے ہیں اور آج میرا یہ حال ہے کہ مجھے غریبوں کا ناشتہ بھی میسر نہیں ہے۔

افشین میری نازوں کی پلی بیٹی جس نے اٹھ کر ایک گلاس پانی بھی خود سے نہیں پیا تھا، آج اس کا کیا حال ہے، میرے تین بیٹوں کے بعد ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی، میرے علاوہ وہ باپ اور بھائیوں کی بھی لاڈلی تھی۔ اسی کے لیے تو میں نے یہ سب کچھ کیا تھا لیکن ہوا کیا میرے ساتھ۔ اللہ کی مجرم اور سزا کی حق دار ٹھہری۔

ہم اللہ کے کیسے بندے ہیں کہ جب وہ ہمیں دنیا میں عزت، دولت، صحت اور سکون عطا کرتا ہے تو ہم بجائے اس کا شکر ادا کرنے کے اور اور کی لالچ میں پڑ جاتے ہیں۔ اپنے علاوہ کسی اور کو خوش حال نہیں دیکھ سکتے، حسد میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنے اس حسد کے ہاتھوں مبتلا ہو کر ہم نہ صرف دوسرے کا نقصان کرتے ہیں بلکہ خود بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ ہم جب جانتے بوجھتے اللہ کے احکام سے منہ پھیرتے ہیں تو وہ ہماری رسّی دراز کرنے کے بعد ایک دم سے کھینچ لیتا ہے۔

میں نے بھی تو یہی کیا تھا، مجھے اچھی طرح سے معلوم تھا کہ میں جو کام کرنے جا رہی ہوں، وہ گناہ ہے، اسے کرنے کے بعد میں کفر میں مبتلا ہو جاؤں گی لیکن میرے حسد نے مجھے دن رات چین نہیں لینے دیا اور آج میں اس حال میں زندہ ہوں۔ اپنا سب کچھ گنوا بیٹھی اور اللہ کے عذاب کی مستحق ٹھہری۔

ٹھہریئے! آپ شاید میری ان بے سروپا باتوں سے الجھ نہ گئے ہوں۔ مجھے اپنی ساری کہانی آپ لوگوں کو شروع سے سنانی ہوگی۔ میں کچھ بھی نہیں چھپاؤں گی۔ اپنی ہر ہر سوچ اپنی ہر ہر کیفیت آپ کو بتاؤں گی اور

اپنی یہ کہانی سنانے کا واحد مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اگر کوئی بہن میرے جیسی سوچ کا شکار ہو اور وہ وہی عمل کرنا چاہتی ہو یا کرنے کا سوچ رہی ہو تو وہ سنبھل

"میں کب کہہ رہی ہوں کہ میں افشین سے گھر کے کام کرواؤں گی، کام تو میں خود بھی نہیں کرتی میرے گھر بھی ملازمین ہی سارا کام کرتے ہیں۔ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ افشین اپنا مزاج ٹھیک کرے، اتنی معمولی معمولی باتوں پر اتنا غصہ کرنا، چیخ و پکار مچانا، اس بے چاری ملازمہ کو نوکری سے نکال دیا۔ اللہ جانے کس مجبوری کے تحت وہ ملازمت کر رہی تھی، یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔" ریحانہ نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔

"آپ ایک معمولی عورت کے مقابلے میں میری افشین کو قصوروار ٹھہرا رہی ہیں۔ اسے ملازم ہی میں نے صرف افشین کے لیے رکھا تھا۔ مجھے آپ کی باتیں سن کر بہت افسوس ہو رہا ہے، ابھی تو میری بچی میرے گھر میں ہی ہے تو آپ نے اتنی باتیں سنا دیں، کل کو وہ آپ کے گھر آ جائے گی تو آپ نہ جانے اس کا کیا حشر کریں گی۔" میں نے بگڑ کر کہا۔

"بھابی! آپ تو خواہ مخواہ بات کا بتنگڑ بنا رہی ہیں۔ بات کو کہاں سے کہاں لے گئیں۔ میرا تو زبان کھولنا گناہ ہو گیا۔" ریحانہ نے بھی غصے سے جواب دیا۔

"کل کو جب میری بیٹی آپ کے گھر بہو بن کر جائے تو اپنی اس زبان کو سوچ سمجھ کر کھولنا ریحانہ بیگم! ورنہ میں برداشت نہیں کروں گی..." میں نے تنبیہہ کے انداز میں انگلی اٹھا کر کہا۔

"میں باز آئی ایسی بہو سے..." ریحانہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور میں چونک پڑی اور اس دن سے ہمارے درمیان ایک قسم کا کھنچاؤ سا پیدا ہو گیا۔ ریحانہ پہلے جب بھی آتی تھی افشین کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتی تھی، ان دنوں کا شدت سے انتظار کرتی اور باتیں کرتی کہ جب وہ افشین کو اپنی بہو بنا کر اس گھر سے لے جائے، شادی میں ابھی ٹائم باقی تھا کیوں کہ افشین اور ریحان دونوں تعلیم حاصل کر رہے تھے لیکن اب ریحانہ افشین کو مخاطب ہی نہیں کرتی، زیادہ تر خاموش بیٹھی رہتی۔

میں اس کا بدلا ہوا رویہ دیکھ ہی رہی تھی، مجھے غصہ آ جاتا پھر ایک دن میں نے رحمان کو ریحانہ کے بارے میں بتایا کہ وہ افشین کے بارے میں کیا کیا کہتی ہے، وہ افشین سے خوش نہیں ہے اور بہو بنا کر تو وہ میری بیٹی کے ساتھ کیا کیا نہیں کرے گی۔

اور پھر بات بڑھتی چلی گئی۔ ہمارے دل ایک دوسرے سے بُرے ہوتے چلے گئے۔ وقتی طور پر افشین بھی ناراض ہو گئی اور ریحانہ کی باتوں کو لے کر اس نے ریحان کو بھی باتیں سنانا شروع کر دیں۔

افشین کی باتوں کے جواب میں ریحان نے کہا کہ امی نے کون سی غلط بات کی ہے، تمہیں اپنے آپ کو بدلنا ہو گا۔

جب افشین نے یہ بات مجھے بتائی تو مجھے بے حد غصہ آیا کہ ماں تو ماں بیٹا بھی وہی زبان بول رہا ہے، یہ لوگ میری افشین کو خوش نہیں رکھیں گے اور میں نے یہ سوچ کر کہ انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گا کہ ہم غلط تھے، ایک دن ریحانہ سے صاف صاف انکار کر دیا کہ میں افشین کی شادی ریحان سے نہیں کروں گی۔

میں سمجھ رہی تھی کہ اب ریحان اور ریحانہ آکر میری خوشامد کریں گے میرے آگے ہاتھ جوڑیں گے کہ میں رشتے سے انکار نہ کروں کیوں کہ میں اچھی طرح سے جانتی تھی کہ ریحان افشین کا دیوانہ ہے' پھر میں مان جاؤں گی اس طرح افشین کا پلہ ہی بھاری رہے گا لیکن ہوا اس کے برعکس۔

ریحانہ نے میرے گھر آنا بالکل ہی چھوڑ دیا' ریحان نے بھی افشین سے قطع تعلق کر لیا اور سلمان نے بھی رحمان سے بزنس سے اپنا حصہ مانگ لیا۔

میرے بیٹوں کو بہن کی منگنی ٹوٹنے کا صدمہ تو نہیں ہوا البتہ بزنس الگ ہونے پر انہیں شدید شاک لگا۔

گھر میں صرف رحمان کی ذات ایسی تھی جنہیں افشین کی منگنی ٹوٹنے کا افسوس تھا اور انہوں نے مجھے سمجھانے کی بہت کوشش کی اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ میں افشین کا مزاج بدلنے کی کوشش کروں مگر میری انا میرے آڑے آ گئی اور میں نے بڑے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

" میری افشین لاکھوں میں ایک ہے۔ حسین' خوب صورت ہے' اچھا خاندان ہے' تعلیم یافتہ ہے اس کے لیے رشتوں کی کیا کمی ہے۔"

رحمان مصلحت کے تحت ہمیشہ کی طرح خاموش ہو گئے' ان کی عادت ایسی ہی تھی' مجھ سے کبھی کسی بات پر بحث نہیں کرتے تھے۔ خاموش ہو جاتے تھے' دل میں کڑھتے رہتے ہوں گے اور پہلی بار انہیں انجائنا کا اٹیک ہوا' پھر بار بار ہونے لگا اور جس دن سلمان نے ان سے اپنا بزنس علیحدہ کرنے کے لیے کہا اس روز انہیں دل کا پہلا دورہ پڑا۔

بزنس علیحدہ ہو گیا تو وہ بالکل خاموش رہنے لگے' آفس بھی جانا چھوڑ دیا' رحمان کا بزنس ان کے تینوں بیٹوں نے سنبھالا اور سلمان کے بزنس میں ریحان بھی شامل ہو گیا۔

دونوں گھرانے ایک دوسرے سے بالکل کٹ گئے۔ مجھے دوسروں سے معلوم ہوا کہ ریحان نے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ دی اور اس نے سلمان کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا ہے۔

پھر معلوم ہوا کہ ریحانہ ریحان کے لیے لڑکی تلاش کر رہی ہے تو میں تلملا کر رہ گئی اور میں نے بھی افشین کے لیے رشتے کی تلاش شروع کر دی۔ میری کوشش یہی تھی کہ میں ریحان کی شادی سے پہلے افشین کی شادی کر دوں تا کہ ریحانہ یا ریحان یہ نہ سمجھیں کہ ہم اب بھی ریحان کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

رشتے کروانے والی ایک عورت نے ایک رشتہ بتایا کہ لڑکا ملک سے باہر رہتا ہے' ڈیفنس میں اپنی کوٹھی ہے' فیملی بھی چھوٹی سی ہے۔ بس دو ہی بہن بھائی ہیں۔ لڑکا شادی کے بعد افشین کو باہر لے جائے گا۔

میں نے اس رشتے کا ذکر رحمان سے کیا تو ان کا دل کچھ مطمئن نہیں ہوا اور انہوں نے کہا کہ ابھی مجھے سوچنے کا موقعہ دو۔ میں نے کہا سوچنا کیا ہے سب کچھ تو سامنے ہی ہے' میں لڑکے کے گھر بھی ہو آئی ہوں' کوٹھی بہت بڑی تھی۔ میں نے جھٹ ہاں کر دی کیوں کہ مجھے پتا چلا کہ ریحانہ نے ریحان کی منگنی بڑی دھوم دھام سے کر دی ہے' میں نے جھٹ شادی کی تاریخ طے کر دی۔

رحمان اس رشتے سے خوش نہیں تھے' انہیں لوگ پسند نہیں آئے تھے' جس رات میں نے شادی کی تاریخ دی' اسی رات رحمان کو دوسرا اٹیک ہوا' انہیں اسپتال لے جایا گیا۔

تین دن اسپتال میں داخل رہے، وہیں تیسرا جان لیوا اٹیک ہوا اور وہ ہمیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے۔ رحمان کے انتقال والے دن سلمان، ریحانہ اور ریحان بھی آئے اور مجھ سے تعزیت کر کے چلے گئے پھر سوئم والے دن آئے اور پھر ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔

رحمان کے انتقال کی وجہ سے میں نے سوچا کہ شادی کی تاریخ تھوڑی آگے بڑھادی جائے لیکن اس کے سسرال والے نہیں مانے کہ ہمارے بیٹے کو پھر چھٹی ایک سال بعد ملے گی، اس لیے میں نے رحمان کے چالیسویں کے فوراً بعد افشین کی شادی کر دی، شادی سادگی سے ہوئی اور میں اپنے وہ ارمان نہ نکال سکی، جن کے میں نے خواب دیکھے تھے۔

کچھ مہینوں کے بعد ریحان کی شادی بھی ہو گئی۔ میں نے اپنے بیٹوں کی بھی شادی کر دی، اتفاق دیکھیں کہ میری بڑی بہو کا مزاج بالکل افشین کی طرح تھا۔ میں اس کو روکتی ٹوکتی تو بیٹے اور بہو دونوں کو بُرا لگتا اور ایک دن میرے بیٹے نے اچانک کہا۔

''امی! ہم لوگ اپنا علیحدہ گھر بنا رہے ہیں۔ میں نے پلاٹ پر گھر بنوا لیا ہے، تھوڑے ہی عرصہ میں مکمل ہو جائے گا تو ہم اس میں شفٹ ہو جائیں گے۔ ''

بیٹے کے منہ سے علیحدگی کا سُن کر میں سناٹے میں رہ گئی، میں نے تو یہ بات کبھی سوچی بھی نہیں تھی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ ایاز کی پہلوٹی کی اولاد بیٹی تھی اور مجھے اس سے بے حد محبت تھی۔ ایاز اگر دوسرے مکان میں

شفٹ ہو جائے گا تو روشنی میری پوتی بھی میری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گی۔ میں کسی طرح اس کے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔

''مکان بن گیا ہے...! مگر تم نے آج سے پہلے تو کبھی اس بات کا ذکر نہیں کیا۔'' میں نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

''ایک سال پہلے پلاٹ لیا تھا پھر بنوانا شروع کر دیا، دراصل شہنیلا کی خواہش تھی کہ ہمارا اپنا گھر ہو۔'' ایاز نے کہا۔

''تو بیٹا یہ بھی تو تمہارا اپنا ہی گھر ہے، میں کیا اسے قبر میں ساتھ لے کر جاؤں گی اور پھر تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ گے تو میں روشنی کے بغیر کیسے رہوں گی، اس میں تو میری جان ہے۔'' میں نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''ہنہہ جان ہے...'' شہنیلا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ ''اس گھر سے جانے کی اصل وجہ یہی ہے کہ میں اپنی بیٹی روشنی کو آپ کے سائے سے بھی دور رکھنا چاہتی ہوں۔ آپ نے جیسے افشین کے ساتھ لاڈ پیار کر کے اسے بگاڑ کر دو کوڑی کا کر دیا ہے، میری بیٹی کو بھی ایسا ہی بنا دیں گی، میں اپنی بیٹی کی تربیت خود کروں گی۔''

اور میں اپنا سا منہ لے کر اپنے کمرے میں آ گئی اور چپ چاپ لیٹ گئی۔ میرے دل کو شدید صدمہ پہنچا تھا لیکن میں چاہے کچھ بھی کر لیتی انہیں جانے سے روک نہیں سکتی تھی۔

شام کو جب عمیر اور زبیر کو ایاز کے مکان بنوانے والی بات کا پتا چلا تو انہوں نے خاصا ہنگامہ برپا کیا کہ بھائی نے چوری چھپے روپے کا غبن کیا اور اپنا ذاتی مکان بنوا لیا، ہم لوگ احمق ہیں کیا دن رات محنت کریں اور بھائی سارا مال لے اڑیں۔

ابھی یہ ہنگامہ نہیں تھما تھا کہ افشین روتی پیٹتی چلی آئی۔ پتا چلا کہ اس کے شوہر کی نوکری چھوٹ گئی ہے، مزید یہ بھی پتا چلا کہ وہ کوئی خاص تعلیم یافتہ بھی نہیں ہے، نوکری بھی معمولی تھی۔ کوٹھی ان کے ایک رشتے دار کی ہے جو امریکہ میں رہتے تھے، ان لوگوں کو یہاں اس لیے چھوڑ گئے تھے کہ کوٹھی کوئی خالی سمجھ کر قبضہ نہ کرلے، ان کا اپنا تو معمولی سا بھی مکان نہیں ہے۔ وہ لوگ کوٹھی سے نکل کر کرائے کے مکان میں آگئے تھے، گھر میں پیسہ بھی نہیں تھا، اب ریاض اس کے شوہر نے اسے یہ کہہ بھیجا تھا کہ تمہارے بھائیوں کے پاس تو بہت پیسہ ہے تم جا کر ان سے کچھ رقم لے آئو۔

میں تو پہلے ہی پریشان بیٹھی تھی، اوپر سے افشین نے آکر یہ سب بتایا تو میرا دماغ چکرانے لگا، ایک صدمے پر دوسرا صدمہ... میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ یہ کیا ہو گیا۔

بیٹوں کو معلوم ہوا تو وہ بہت چراغ پا ہوئے کہ ابھی جا کر ریاض کا دماغ ٹھکانے لگاتے ہیں، میں نے ہی انہیں منع کر دیا کہ اب جھگڑا کرنے سے کیا حاصل، جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔

حیرت انگیز طور پر افشین نے بھی ہائے ویلا نہیں مچایا، ریحان سے رشتہ ٹوٹنے کے بعد وہ چپ سی ہو گئی تھی، شاید اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا اور پچھتاوا بھی۔ ہم نے اس روز تو افشین کو کچھ رقم دے دلا کر رخصت

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

کر دیا لیکن وہ آئے دن پیسے مانگنے کے لیے آنے لگی اب بھائیوں نے رقم دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ اپنے شوہر سے کہو کہ ملازمت نہیں ملتی تو محنت مزدوری ہی کر لو۔

میری پھولوں جیسی افشین کا بہت بُرا حال ہو گیا تھا، کہاں تو وہ اپنے لباس پر ایک شکن بھی برداشت نہیں کرتی تھی اور کہاں یہ حال کہ کتنے کتنے دن کپڑے بدلنے یاد نہیں رہتے تھے، غربت کے اس حال میں رہتے ہوئے افشین نے ایک بیٹی بھی پیدا کرلی، بچی کی پیدائش کے اخراجات بھی میں نے اٹھائے۔ گلاب کی مانند تروتازہ افشین چنبیلی کا مرجھایا ہوا پھول دکھائی دیتی تھی۔

ایاز اپنے نئے بنگلے میں چلا گیا تھا۔ میں تنہا ہو گئی تھی تو سوچا کہ عمیر کی شادی کر دوں، میں اس کے لیے لڑکی تلاش کرنے لگی۔

اسی دوران خاندان میں ایک شادی میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں میرا سامنا ریحانہ اور اس کی بہو سے ہو گیا۔ ریحانہ خود میرے قریب آئی اور مجھ سے بات کرنے لگی، اس کی بہو بھی پاس ہی بیٹھی رہی، ریحانہ کو شاید ہمارے حالات کی اچھی طرح سے خبر تھی اس لیے وہ کرید کرید کر مجھ سے ساری باتیں پوچھتی رہی، میں نے افشین اور اس کے حالات کا ذکر کرنے سے گریز کیا۔ مگر اس نے خود ہی بات نکال لی، اسے سب معلوم تھا پھر کہنے لگی۔

"میری بہو مہروز کے قدم بڑے لکی ہیں۔ جب سے یہ شادی ہو کر ہمارے گھر آئی ہے' ریحان کا بزنس کہاں سے کہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد فرحان پیدا ہوا تو ریحان کو بڑے بڑے کنٹریکٹ ملنے لگے' اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مہروز کو میری بہو بنایا۔"

ریحانہ کی باتوں نے میرے زخموں پر نمک کا کام کیا۔ شادی میں یہ سوچ کر گئی تھی کہ عمیر کے لیے لڑکی دیکھوں گی مگر ریحانہ سے حسد کرتی لوٹ آئی۔

اب دن رات اٹھتے بیٹھتے میں انگاروں پہ لوٹنے لگی۔ مجھے یہ سوچ سوچ کر غصہ آتا تھا کہ میری بیٹی تو غربت و افلاس کی چکی میں پس رہی ہے لیکن ریحان کی بیوی کتنا عیش کر رہی ہے۔ کاش وہ بھی میری بیٹی کی طرح پیسے پیسے کو ترس جائے۔

میں دن رات جلتی اور کڑھتی رہتی' ایک دن مجھے بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ ریحان تو میری افشین کا نصیب تھا پھر مہروز کو ریحان کے گھر میں عیش کرنے کا کیا حق ہے' کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ریحان مہروز کو طلاق دے دے اور افشین سے شادی کرے پھر خیال آیا کہ اس کام کے لیے افشین کا بھی بیوہ یا طلاق یافتہ ہونا ضروری ہے' اب یہ کام ہو تو کیسے ہو...؟

اب میرا دماغ اسی اُدھیڑ بن میں لگا رہتا۔ اتفاق سے میری ملازمہ اسی روز خاصی دیر سے کام کرنے کے لیے آئی' میں نے دیر سے آنے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کسی بابا کے پاس گئی تھی تعویز لینے کے لیے' میں

نے پوچھا کہ تعویز کس کے لیے لینے گئی تھی تو اس نے بتایا کہ میرا داماد میری بیٹی کو بہت تنگ کرتا ہے' مارتا پیٹتا ہے' کام کاج بھی نہیں کرتا اور بیٹی جو کچھ گھروں میں کام کر کے کماتی ہے' زبردستی چھین لیتا ہے۔

"تو کیا تعویز سے تیرا داماد سدھر جائے گا؟" میں نے پوچھا۔

"ہاں بیگم صاحبہ! سنا تو ہے کہ بابا کی دعائوں اور تعویزں میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ میں نے بہت سے لوگوں کے کام بنتے دیکھے ہیں۔" اس نے خاصے اعتماد سے کہا۔

اس کی باتیں سن کر میرے ذہن میں روشنی کا جھماکا ہوا اور میں نے کہا۔

"زبیدہ کیا تم مجھے ان بابا کے ہاں لے جائو گی۔"

"ہاں بیگم صاحبہ! کیوں نہیں جی! ضرور لے جائوں گی' آپ لوگ تو بابا کو نذرانہ بھی آسانی سے دے سکتے ہو' مصیبت تو ہم غریبوں کی آتی ہے۔" اس نے کہا۔

"نذرانہ...؟ نذرانہ کیا؟" میں نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ جی' وہ تعویز کا ہدیہ لیتے ہیں۔ بڑے بابا جی ان کے استاد ہیں۔ ان کے مزار پر دیگیں چڑھانی ہوتی ہیں۔ نیاز فاتحہ کرنی ہوتی ہے' اسی واسطے جی"!

"اچھا اچھا سمجھ گئی۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "لیکن وہ کتنا ہدیہ لیتے ہیں۔" میں نے پوچھا۔

”جیسا کام ویسا ہدیہ! ویسے مجھ سے تو ایک تعویز کا ایک سو روپیہ لیا تھا‘ اب تین دن کے بعد بلایا ہے۔“ زبیدہ نے کہا۔

پھر میں نے زبیدہ کو فوراً اپنے ساتھ لیا اور اس کے بابا کے آستانے پر پہنچ گئی۔ میں نے بابا کو اپنا وہی مسئلہ بتایا جو زبیدہ نے اپنے داماد کا بتایا تھا‘ بابا نے میری ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے مجھ سے پانچ سو روپے لیے اور تین تعویز میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

”ایک تعویز اس کے تکیے میں سی دینا‘ ایک گھول کر پلا دینا اور ایک تعویز تمہاری بیٹی اپنے بازو پر باندھ لے۔“

میں تعویز لے کر سیدھی افشین کے گھر گئی اور تعویز اسے دے کر بابا جی کی ہدایات بھی بتائیں۔ افشین نئے زمانے کی پڑھی لکھی لڑکی تھی اس نے کہا۔

”امی! اگر ان باباؤں کے تعویز سے لوگ سدھرنے لگیں تو اس دنیا میں کوئی انسان خراب نہ ہو کیوں کہ بُرے لوگوں کے گھر والے خود ان سے پریشان رہتے ہیں۔ میرا تو نصیب ہی بُرا ہے‘ جب ہی تو میری ریاض سے شادی ہوئی ہے‘ ورنہ اچھے نصیب ہوتے تو آج میں ریحان کے گھر میں عیش کر رہی ہوتی۔ یہ سب آپ کی جلد بازی کی وجہ سے ہوا ہے۔ کاش اس وقت آپ نے کچھ سمجھ بوجھ سے کام لیا ہوتا یا کم از کم ڈیڈی کی بات مان لی ہوتی تو آج میرا یہ حال نہیں ہوتا۔“

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میں افشین کے الزامات سُن کر رونے لگی کہ تم بھی مجھے ہی الزام دے رہی ہو۔ میں نے تمہارے لیے اچھا ہی سوچا تھا۔ میرے رونے سے افشین مجھ سے معافی مانگنے لگی اور تعویز لے لیے۔

میں بابا کے پاس جاتی رہی۔ پیسے خرچ کرتی رہی‘ تعویز لاتی رہی لیکن ریاض کی حالت میں ذرہ برابر تبدیلی نہیں آئی بلکہ بے روزگاری کی وجہ سے وہ مزید چڑچڑا ہو گیا۔

اس بابا سے عاجز آ کر میں دوسرے بابا کے پاس گئی پھر تیسرے اور پھر چوتھے... بابا تبدیل ہوتے رہے لیکن فائدہ نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ کسی کرامات والے پہنچے ہوئے بابا کی تلاش بالآخر مجھے ایک ایسے دروازے پر لے گئی۔ جس نے اپنے شیطانی عمل کے ذریعے میری شیطانی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کا وعدہ کر لیا۔

وہ کالے علم کا ماہر ایک بنگالی ہندو تھا۔ جس کی شکل سے ہی خباثت ٹپک رہی تھی۔ جھاڑ جھنکاڑ کی طرح بڑھی ہوئی داڑھی مونچھیں، سرخ موٹی موٹی آنکھیں جو بات کرتے ہوئے حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ قریب ہی انسانی کھوپڑی اور چند ہڈیاں رکھی تھیں۔ اس کی کوٹھری کی دیواریں سیاہ رنگ سے پینٹ کی ہوئی تھیں۔ کھڑکی اور دروازے پر سیاہ پردے لٹک رہے تھے۔ ایک تگاری میں کوئلے دہک رہے تھے۔ جس میں کوئی بدبودار چیز جل رہی تھی۔ جس کی بدبو سے میرا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔

”میں جانتا ہوں بی بی تو بہت پریشان ہے۔ بیٹی کا حال تجھ سے دیکھا نہیں جاتا اور کسی اور کو تو خوش نہیں دیکھ سکتی۔ یہی چاہتی ہے ناں کہ تیری بیٹی اس گھر میں عیش کرے“!...

بابانے پاٹ دار آواز میں کہاتو میں روتے ہوئے اس کے قدموں میں جھک گئی۔ میں باباکی کرامت کی معتقد ہو گئی تھی کہ انہوں نے میرے بنا ایک بھی لفظ کہے میری خواہش جان لی۔

’’سیدھی ہو کر بیٹھ جابی بی اور اپنی خواہش کا کھل کر اظہار کر...!‘‘ بابانے کہاتو میں سیدھی ہو کر بیٹھ گئی اور اپنے آنسو صاف کر کے اپنے دل کی خواہش بیان کر دی۔

’’میں چاہتی ہوں باباصاحب کہ میری بیٹی کی شادی اس کے بچپن کے منگیتر سے ہو جائے‘ یہ منگنی ہیں نے غصے میں آکر توڑ ڈالی تھی اور اپنی بیٹی کی شادی دوسری جگہ کر دی۔ میری دیورانی نے بھی اپنے بیٹے کی شادی کر دی مگر جیسا میں اپنی بیٹی کو خوش دیکھنا چاہتی تھی ویسا نہیں ہو سکا‘ میری بیٹی انتہائی دکھ میں زندگی گزار رہی ہے جب کہ میری بیٹی کا سابقہ منگیتر بہت خوش حال ہے اور اپنی بیوی کو عیش کروا رہا ہے۔‘‘

’’تو اب تُو کیا چاہتی ہے‘ تیری بیٹی کا شوہر بھی زندہ ہے اور اس کے منگیتر کی بیوی بھی موجود ہے۔‘‘ بابانے اپنی سرخ سرخ آنکھیں نکال کر پاٹ دار آواز میں کہا۔

’’باباکیاایسا نہیں ہو سکتا کہ میرا داماد بھی میری بیٹی کو طلاق دے دے اور اس کا منگیتر بھی اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور پھر ان دونوں کی شادی ہو جائے اور ہاں بابامیری بیٹی کی ایک بیٹی بھی ہے‘ میں چاہتی ہوں اسے میرا داماد اپنے پاس ہی رکھے اور ریحان بھی اپنا بیٹا اپنی بیوی کو دے کر فارغ کر دے...!‘‘ میرے شیطانی دماغ نے اپنی شیطانی خواہش اگل دی۔

’’بالکل ایسا ہی ہو گا جیسا تُو چاہتی ہے‘ ہم ایسا عمل کریں گے کہ ہر کام تیری منشا کے مطابق ہی ہو گا‘ میرے عمل کی کاٹ بھی ممکن نہیں ہے۔ میرا اڑسا تو پانی بھی نہیں مانگتا‘ تُو کہے تو تیرے دشمنوں کو ہمیشہ کی نیند سلا دوں۔‘‘ بابانے کہا۔

’’نہیں نہیں بابا! میں کسی کو مارنا نہیں چاہتی‘ بس اتنا چاہتی ہوں کہ ان دونوں میں طلاق ہو جائے اور پھر یہ آپس میں شادیاں کر لیں۔ ویسے میری دیورانی کے گھر سے میرے تعلقات خراب ہیں۔ آپ کو ایسا بھی کچھ کرنا ہو گا کہ میری دیورانی خود چل کر میرے گھر آئے اور افشین کا رشتہ مانگے۔‘‘ میں نے باباکے غلیظ پیروں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

’’ایسا ہی ہو گا‘ لیکن ایک بات اچھی طرح کان کھول کر سن لے‘ ان سارے کاموں کا معاوضہ اچھا خاصا ہو گا۔ مجھے کئی عمل کرنے پڑیں گے۔ ایک تیری بیٹی کی طلاق کا‘ دوسرا ریحان کی طلاق کا‘ تیسرا تیری دیورانی کا تیرے گھر آکر رشتہ مانگنے کا اور چوتھا اور آخری ان دونوں کی شادی کا...!‘‘ بابانے کہا۔

’’بڑی مہربانی بابا بڑی مہربانی...!‘‘ میں نے ایک بار پھر باباکے پیروں کو ہاتھ لگایا۔’’آپ معاوضہ بتائیں‘ میں ہر معاوضہ دینے کے لیے تیار ہوں۔‘‘

’’پانچ لاکھ...‘‘ بابانے سرگوشی والے لہجے میں کہا۔

’’پانچ لاکھ...؟‘‘ میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

''اس میں اتنا حیران ہونے کی کیا بات ہے' ہم نے کوئی تجھ سے تیری فیکٹریاں اور تیرا گھر تھوڑی مانگ لیا ہے' اتنی رقم تو تُو آسانی سے دے سکتی ہے۔'' بابا نے ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''میرے پاس تو ڈیڑھ دو لاکھ روپے ہی ہوں گے' بچوں سے مانگے تو وہ پوچھیں گے تو میں کیا جواب دوں گی۔'' میں نے کہا۔

''روپیہ نہیں ہے تو تیرے پاس سونے کا زیور تو ہوگا؟''

''ٹھیک ہے بابا! میں آپ کو زیور لا کر دے دوں گی،بس آپ میرا کام پکا کر دیں۔'' میں نے کہا۔

''نہیں!'' بابا نے زوردار آواز میں کہا تو میں چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگی۔

''ہمیں زیور نہیں چاہیے،زیور تو سنار کے پاس جا کر خود بیچ اور ہمیں نقد رقم لا کر دے ہم کسی سے روپے کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں لیتے،اتنی رقم کا مطالبہ بھی اس لیے کیا ہے کہ ہمیں بہت سخت عمل کرنا ہے،کتنی راتیں چاند کی آخری اندھیری راتوں میں قبرستان میں ایک پرانی قبر میں بیٹھ کر عمل کرنا ہوگا اور ہاں ایک عمل ہم تجھے بھی بتائیں گے' وہ تجھے ہی کرنا ہوگا۔'' بابا نے جب مجھ سے عمل کرنے کے لیے کہا تو میں گھبرا گئی تو بابا نے کہا۔ ''گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے' ہم تجھ سے قبرستان میں عمل نہیں کروائیں گے' یہ عمل تجھے اپنے گھر میں بیٹھ کر کرنا ہوگا لیکن ایک بات کا خیال رہے' یہ عمل سات راتوں کا ہوگا اور ان سات راتوں اور دنوں میں تو گوشت نہیں کھائے گی،نہ بنائے گی،نہ وضو کرے گی بلکہ منہ ہاتھ بھی نہیں دھوئے گی،نہ

کپڑے تبدیل کرے گی اور نہ نماز اور قرآن کی طرف جائے گی بلکہ اللہ کا نام بھی تیری زبان سے نہ نکلے ورنہ میرا سارا عمل برباد ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ تیری بیٹی ہی مر جائے''!...

بابا کی ہدایات کا سُن کر لمحہ بھر کو میرے قدم ڈگمگائے لیکن پھر شیطان نے مجھے اکسایا کہ کیا ہوا اگر ایک ہفتے تک اللہ کا نام زبان پر نہیں لاؤں گی تو قیامت تھوڑی آجائے گی،ایک مرتبہ میری بیٹی ریحان کے گھر میں آباد ہو جائے تو میں شکرانے کے نفل پڑھوں گی۔

''ٹھیک ہے بابا! میں ایسا ہی کروں گی جیسا آپ نے کہا ہے۔آپ مجھے وہ عمل بتا دیں۔'' میں نے کہا۔

''ایسے کیسے عمل بتا دوں' پہلے تو رقم لا کر میرے ہاتھ پر رکھ' مجھے بہت سی چیزوں کی ضرورت ہے جو پیسے سے آتی ہیں اور ابھی تو آدھا چاند ہوا ہے۔عمل میں ایک ہفتے کے بعد شروع کروں گا اور تو بھی جب ہی عمل کرنا۔'' بابا نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے بابا! میں جاتی ہوں اور ایک دو دنوں میں آپ کی مطلوبہ رقم لے کر حاضر ہو جاؤں گی۔'' میں نے کہا اور الٹے قدموں چلتی ہوئی بابا کی سیاہ اور تاریک کٹیا سے باہر نکل آئی۔

گھر آئی تو میں بہت خوش اور مطمئن تھی،میں افشین کا مستقبل دیکھ رہی تھی جہاں وہ خوش باش مجھے چلتی ہوئی ہنستی مسکراتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ریحان کی بیوی مہروز کا تصور آتا تو میرا بس نہیں چلتا کہ میں خود اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ریحان کی زندگی سے نکال دوں۔

میں نے اپنے سارے پیسے اکٹھے کیے جو گھر میں مختلف جگہوں پر رکھے تھے جو کچھ بھی بینک میں تھے وہ بھی نکال لیے' میرے پاس بہ مشکل پونے دو لاکھ روپے ہوئے پھر میں نے اپنا سارا زیور نکالا صرف ایک سونے کی ہلکی سی چین کانوں میں بالیاں رہنے دیں اور سب لے کر سنار کے پاس پہنچی' یہ وہی سنار تھا جس کی دکان سے آج تک میں زیور خریدتی چلی آئی تھی۔ میں نے جب اس سے زیور خریدنے کی بات کی تو اس نے حیرت سے پوچھا کہ خیریت تو ہے' آپ کو زیور بیچنے کی ضرورت کیسے پیش آگئی' میں نے کہا کہ کاروبار کے لیے رقم کی ضرورت ہے' بعد میں سہولت ہو گی تو اور بنوا لوں گی۔

سنار نے پرانی جان پہچان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ٹھیک ٹھیک قیمت لگائی لیکن مطلوبہ رقم پوری نہ ہوئی تو میں نے کانوں سے بالیاں اور گلے سے چین اتار کر اس کے حوالے کر دیں اور کہا کہ مجھے تین لاکھ پچیس ہزار کی ضرورت ہے' سنار نے بہت کہہ سن کر مجھے تین لاکھ کی رقم دے دی اور پچیس ہزار روپے کے لیے مجھے اپنے بیٹے عمیر کی الماری سے چوری کرنی پڑی' جس کا الزام زبیدہ پر آیا جسے مار پیٹ کر نوکری سے نکال دیا گیا۔

میں رقم لے کر بابا کے پاس پہنچی تو رقم دیکھ کر بابا کی آنکھوں میں شیطانی چمک آگئی اور اس نے جھپٹنے کے انداز میں میرے ہاتھ سے رقم لے لی۔

"بابا کام تو ہو جائے گا ناں...؟" میں نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

"ابھی سے بے اعتباری...!" وہ غرایا۔

"نہیں نہیں بابا میں تو بس ویسے ہی...!" میں منمنائی۔

"جس دن عمل کے سات دن پورے ہوں گے اس روز دونوں کو طلاق ہو گی اور خوش خبری سن کر تو خود دوڑی دوڑی چلی آئے گی۔ میرا کام پکا اور کھرا ہوتا ہے' اگر ہم پر اب بھی کوئی شک ہے تو جا اپنی رقم واپس لے جا...!" بابا نے مجھے ڈانٹ کر حقارت سے کہا۔

"مجھے معاف کر دیں بابا! آئندہ میری توبہ جو میں ایسا سوچوں بھی۔" میں نے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ اس روز پیر کا دن تھا' بابا نے کہا۔

"کل منگل ہے اور ہمارا عمل کل رات سے شروع ہو گا' میری ہدایات یاد ہیں ناں۔ سختی کے ساتھ ان کی پابندی کرنی ہو گی' بس ایک بات یاد رکھنا' اگر تُو نے اللہ کا نام بھی منہ سے نکالا تو میرا عمل تو بھرشٹ ہو گا ہی' تیرا حشر بھی بُرا ہو گا۔"

"آپ بے فکر رہیں بابا! میں ہر بات یاد رکھوں گی۔" میں نے صدق دل سے کہا۔

پھر بابا نے کچھ عجیب و غریب الفاظ مجھے بتائے کہ جن کا جاپ مجھے مسلسل کرنا تھا اور اذان فجر سے آدھے گھنٹے قبل عمل ختم کر دینا تھا۔

میں گھر لوٹ آئی اور جیسا بابا نے بتایا تھا میں نے ویسا ہی کیا۔ ان دنوں میرے چہرے پر عجیب سی وحشت برس رہی تھی۔ میرے بیٹے میری جانب دیکھتے تو بار بار پوچھتے۔

"امی آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے' آپ کا چہرہ عجیب سا لگ رہا ہے۔" اور میں بہانہ بنا دیتی کہ رات کو ٹھیک سے نیند نہیں آتی۔

سات دنوں کا مشکل عمل ختم ہوا۔ میں صبح سو کر اٹھی تو سارے جسم میں عجیب سی خارش محسوس ہو رہی تھی۔ میں یہ سمجھی کہ اتنے دن پانی سے دور رہی ہوں شاید یہ اس لیے ایسا ہو رہا ہے۔ اگلے دن مجھے وہ خوش خبری مل گئی جس کا مجھے شدت سے انتظار تھا' افشین رات کو روتی پیٹتی ہوئی گھر آئی اور بتایا کہ ریاض نے اسے طلاق دے کر مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا ہے اور بچی بھی اپنے پاس رکھ لی ہے۔

یہ سن کر میرا دل چاہا کہ مارے خوشی کے ناچنے لگوں لیکن اوپری طور پر افشین کے ساتھ روتی رہی اور گلے لگا کر تسلی دیتی رہی۔

اب مجھے بے چینی ہو رہی تھی کہ کسی طرح مجھے ریحان کی خبر مل جائے کہ اس نے بھی اپنی بیوی کو طلاق دی یا نہیں۔

اتفاق سے میرے پاس میری نند کا فون آیا تو اس نے مجھے بتایا کہ ریحان نے مہروز کو طلاق دے دی ہے' اچانک ہی دونوں میں ایک معمولی بات پر جھگڑا ہوا اور ریحان نے مہروز کو طلاق دے دی۔ مہروز نے روتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لے جائے گی تو ریحان نے کہا وہ خوشی سے لے جا سکتی ہے' اسے کسی ایسی چیز سے دلچسپی نہیں ہے جس سے مہروز کی کوئی یاد وابستہ ہو۔ یہ خبر سن کر میرا دل بلیوں اچھلنے لگا لیکن میں اپنی خوشی چھپا گئی اور افسوس کا اظہار کیا اور افشین کے اجڑ کر گھر واپس آنے کی خبر دی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ہائے میرے اللہ! بھابی یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں' خدا غارت کرے کسی حاسد دشمن نے تو کوئی جادو ٹونہ نہیں کروایا کہ میرے دونوں بھائیوں کے بچوں کے گھر اجڑ گئے۔" راحیلہ میری نند فون پر ہی رونے لگی اور میں خاموش ہو گئی۔

رفتہ رفتہ یہ بات سارے خاندان میں مشہور ہو گئی کہ دونوں کے یہ کام ایک ہی دن میں ہوئے' افسوس کرنے کے لیے ہر آنے والے کی زبان پر ایک ہی فقرہ تھا۔

"آپ کے کسی حاسد نے یہ کام کروایا ہے ورنہ ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی دن دونوں کو طلاق ہو۔"

میں بے چاری بن کر دوسروں کی ہمدردیاں سمیٹتی رہی' لوگوں کے آگے روتی رہی۔

میں وعدے کے مطابق بابا کے پاس پہنچی اور خوشی خوشی بتایا کہ کام ہو گیا ہے' تب بابا نے کہا کہ دو چار دنوں کے بعد تیری دیورانی تیرے گھر آئے گی اور تجھ سے معافی مانگے گی' ریحان بھی آئے گا۔

اور ایسا ہی ہوا' اس واقعے کے ایک ہفتہ کے بعد ریحانہ میرے گھر آ گئی اور ہاتھ جوڑ کر مجھ سے معافی مانگنے لگی۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا' میں نے وقتی طور پر غصے میں آ کر ریحان اور افشین کا رشتہ توڑ دیا' ہمارے بچے تو ایک دوسرے کے لیے ہی بنے تھے' ہم نے اپنے بچوں کے ساتھ ظلم کیا' انہیں اپنی پسند کے بجائے کسی اور کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے مجبور کیا اور اب دیکھو آخر ان کی شادی کا کیا انجام ہوا۔ دونوں کے گھر ایک ساتھ ہی ٹوٹ گئے بعض دفعہ تو بھابی مجھے خیال آتا ہے کہ ہمارے کسی حاسد نے یہ کام کروایا ہے آج کل تو

ایسے ایسے کالے جادو اور سفلی عمل کرنے والے لوگ شیطان بن کر بیٹھے ہیں کہ انسان کا دماغ اس کے قابو میں ہی نہیں رہتا اور شوہر کے منہ سے وہ قبیح الفاظ نکل ہی جاتے ہیں جو بیوی اور شوہر کو جدا کر دیتے ہیں 'اللہ غارت کرے اسے... اگر کسی نے یہ شیطانی کام کروایا ہے۔''

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو ریحانہ! مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ ہمارے کسی حاسد نے یہ کام کروایا ہے لیکن جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا' ہم کسی کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ بگڑا تو میرا ہے' میری بیٹی اجڑ کر اپنے گھر آ کر بیٹھ گئی ہے اور تو اور اس ظالم نے بچی بھی چھین کر اپنے پاس رکھ لی۔'' میں نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا۔

''میں بھی حیران ہوں کہ ریحان کو نجانے اس روز کیا ہو گیا تھا' وہ تو بہت ٹھنڈے مزاج کا ہے' اس دن اتنی معلولی سی بات پر آپے سے باہر ہو گیا اور غصے میں طلاق دے دی۔'' ریحانہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

ریحانہ کی بات کے جواب میں' میں بالکل خاموش رہی' بس روتی صورت بنائے بیٹھی رہی' تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ریحانہ کی آواز ابھری۔

''شیرین بھابی...!'' اس نے بہت دھیمے لہجے میں پکارا۔

''ہوں...ہاں!'' میں نے چونک کر سر اٹھایا۔

''میں ایک بات سوچ رہی ہوں اگر آپ بُرا نہ مانیں تو کہوں۔'' اس نے لجاجت سے کہا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

میرے دماغ میں گھنٹیاں سی بجنے لگیں اور میں سمجھ گئی کہ وہ مجھ سے کیا بات کرنے والی ہے' ایک اسی بات کو سننے کے لیے تو میں نے یہ سب کیا تھا۔

''میں سوچ رہی ہوں بھابی! کہ کہیں قدرت نے ہمارے بچوں کے لیے کوئی اور فیصلہ تو نہیں کر لیا۔ اب دیکھیں ناں' ہم نے یہ فیصلہ اسی وقت کر لیا تھا جب افشین صرف ایک دو ماہ ہی کی تھی کہ ہم اپنے بچوں کی شادیاں آپس میں کریں گے لیکن نہ جانے ایسا کیا ہوا کہ ہمارے دل ایک دوسرے سے بُرے ہو گئے اور ہم نے بچپن کی منگنی ختم کر دی' شاید اللہ تعالیٰ نے ان کا جوڑ لکھا ہی

تھا' اسی لیے ان کی علیحدگی ہو گئی تو میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں اپنی اپنی غلطیاں سدھارنے کا ایک موقع اور ملا ہے' کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ان کی شادی کر دیں۔ ان کے گھر بھی بس جائیں گے اور ہم بھی سکون سے مر سکیں گے' بھائی صاحب تو رہے نہیں' موت زندگی کا کوئی بھروسا تو ہے نہیں آج کل کون بھائی بھاوج اجڑی بیٹی کو گھر میں رکھنا پسند کرتے ہیں۔ افشین ابھی تو جوان ہے' آپ کہیں نہ کہیں تو اس کی شادی کریں گی تو پھر ریحان سے کیوں نہیں۔ ''

میرے لبوں پر ریحانہ کی بات سن کر مسکراہٹ آ گئی لیکن میں نے فوری طور پر اسے ہاں کا جواب نہیں دیا اور کہا۔

"ریحانہ! مجھے بہت خوشی ہوئی کہ تم نے اس طرح سے سوچا۔ تمہاری اس بات کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ تم آج بھی افشین سے اتنی ہی محبت کرتی ہو جتنی پہلے کرتی تھیں۔ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں آج رات ہی افشین سے اور اپنے بیٹوں سے بات کر کے تمہیں فون کر دوں گی اور ویسے بھی ابھی تو افشین کو اپنی عدت پوری کرنا ہے' شادی تو عدت گزارنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔"

"بالکل بھابی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ یہ بات تو میں بھی جانتی ہوں کہ عدت سے پہلے نکاح نہیں ہو سکتا۔ بس میرا خیال تھا جو میں نے آپ پر ظاہر کر دیا' آپ اطمینان سے سب سے بات کر لیں۔ میں بھی ریحان اور سلمان سے بات کر لوں گی۔"

ریحانہ کے جانے کے بعد میں سیدھی بابا کے پاس پہنچی اور جاتے ہی میں نے اپنا سر بابا کے قدموں میں رکھ دیا' مارے خوشی کے میرے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔

میں نے کہا تھا کہ افشین اور ریحان کی شادی طے ہو جائے گی تو میں شکرانے کے نفل پڑھوں گی لیکن اس شیطانی بابا کے بتائے ہوئے شیطانی عمل کا جاپ کرنے کے بعد میرے ذہن سے جیسے اللہ کا نام اور اس کے وجود کا احساس بالکل ہی مٹ گیا اور خوشی کے اظہار کے لیے میں نے اپنا شیطانی دماغ اس شیطانی بابا کے قدموں میں رکھ دیا۔

افشین اور میرے بیٹوں کو اس رشتے پر بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا' وہ لوگ راضی ہو گئے اور ہم نے افشین اور ریحان کی شادی کر دی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

شادی کے بعد صرف ایک ماہ دونوں بہت خوش رہے' پھر ان دونوں میں چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑے ہونے لگے' معمولی معمولی باتوں پر دونوں ایک دوسرے کے سابقہ شوہر اور سابقہ بیوی کے طعنے دینے لگے ہر وقت جھنجلائے جھنجلائے رہنے لگے۔

ذہنی طور پر پریشان ریحان کی توجہ بزنس کی جانب سے ہٹنے لگی۔ سلمان کو ریحان کی حالت دیکھ کر دن رات ٹینشن رہنے لگی اور وہ بھی دل کا مریض ہو گیا اور پھر اس کا ہارٹ فیل ہو گیا۔

پریشان ذہن کا مالک ریحان نشے کی لعنت کا شکار ہو گیا اور اس کا بزنس تیزی سے ڈاؤن ہونے لگا۔ افشین اور ریحان میں جھگڑے بڑھ گئے' اب ریحان بھی غصے میں افشین پر ہاتھ اٹھانے لگا۔ اِدھر میری یہ حالت ہوئی کہ میرے جسم پر ہر وقت خارش رہنے لگی اور تمام جسم پر چھوٹے چھوٹے سرخ رنگ کے دانے نکل آئے اور ان میں اتنی زیادہ جلن ہوتی' ایسا لگتا جیسے کوئی آگ کی سوئیاں چبھو رہا ہے' ہر طرح کے ڈاکٹر کو دکھالیا لیکن میری بیماری میں ذرا بھی افاقہ نہیں ہوا۔

ان ہی دنوں میرے دونوں جوان بیٹے ایک دن ایک ساتھ اپنی کار میں گھر واپس آ رہے تھے کہ ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ عمیر تو موقع پر ہی ہلاک ہو گیا اور زبیر شدید زخمی ہو گیا' اس کی دونوں ٹانگوں کی ہڈیاں چکنا چُور ہو گئیں۔ وہ کئی ماہ تک اسپتال میں رہا' کئی آپریشن ہوئے مگر ٹانگیں نہ جڑ سکیں بالآخر اس کی ٹانگیں کاٹنی پڑیں اور میرا جوان بیٹا اپاہج ہو کر بستر پر آ گیا۔ کوٹھی بک گئی' کاروبار تباہ ہو گیا' جو تھوڑا بہت بچا اس پر بڑے بیٹے نے قبضہ کر لیا' وہ بیوی کے کہنے میں رہتا تھا جیسا وہ کہتی تھی وہ ویسا ہی کرتا تھا۔ میرے جسم میں خارش کا مرض لگ

گیا تھا اس لیے بہو نے میرا داخلہ اپنے گھر میں بند کر دیا تھا کہ میں اس کے گھر گئی تو ان لوگوں کو بھی میرا یہ گھناؤنا مرض لگ جائے گا۔

اُدھر ریحان کا کاروبار ختم ہو گیا۔ اُدھر میرا گھر برباد ہو گیا۔ ریحان اور افشین کی کوئی اولاد بھی نہیں ہوئی، دونوں گھرانے بُری طرح تباہ و برباد ہو گئے۔

ریحانہ کے جسم پر بھی فالج کا حملہ ہوا اور وہ بستر کی ہو کر رہ گئی۔ ریحان دن رات نشے کی حالت میں رہتا تھا، وہ کچھ کماتا بھی نہیں تھا، ان کا بھی سب کچھ بک گیا۔ ریحانہ ہر وقت بستر پر پڑی پڑی افشین کو باتیں سناتی رہتی تھی کہ ”تیرے قدم میرے گھر میں کیا آئے منحوس لڑکی کہ میرا بھرا پُرا گھر تباہ ہو گیا۔ تُو منحوس ہے، پہلے پہلے شوہر کو تباہ کیا اور اس سے طلاق لی۔ اب میرے بیٹے سے شادی کر کے اس کو تباہ کر دیا، پتا نہیں میرے دماغ میں کون سا کیڑا کلبلایا تھا۔ جو میں نے تیرا رشتہ اپنے بیٹے سے کر دیا۔“

سب کچھ برباد ہو گیا۔ جس بیٹی کو خوش اور آباد رکھنے کے لیے میں نے یہ عظیم گناہ کیا تھا۔ وہ بیٹی پہلے سے زیادہ بُرے حالوں میں جی رہی تھی۔

میں کفر میں مبتلا ہوئی تھی، جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دی کہ میں خارش جیسی گھناؤنی بیماری میں مبتلا ہوئی میری اولاد تباہ ہو گئی لیکن مجھے آج بھی حیرت ہوتی ہے کہ اللہ کا نام اب بھی میری زبان سے نہیں نکلتا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اس روز میں صبح سے پریشان تھی۔ میرے جسم کے باریک باریک دانوں سے پانی سا نکل رہا تھا اور ان میں شدید جلن ہو رہی تھی۔ زبیر ابھی تک منہ پر چادر ڈالے سو رہا تھا۔ بارہ بج گئے تھے مگر وہ رات کا ایسا سویا کہ ابھی تک نہیں اٹھا تھا۔ میں اس کو جگانے آئی اور آوازیں دی مگر وہ نہیں اٹھا تو میں نے اس کے منہ سے چادر ہٹائی اور اس کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی میرے منہ سے چیخ نکل گئی۔

اس کا منہ عجیب سے انداز میں کھلا ہوا تھا اور باچھوں سے خون کی لکیر بہہ کر گردن تک آ گئی تھی، میں نے گھبرا کر اس کے دل پر ہاتھ رکھا، جہاں سکوت طاری تھا۔

میرا دماغ جیسے پاگل ہو گیا، میں بُری طرح چیختی چلاتی باہر گلی میں نکل آئی اور چیخ چیخ کر لوگوں کو بلانے لگی، محلے کے لوگ میری چیخ و پکار سن کر دوڑے ہوئے آئے، زبیر کو دیکھا اور کہہ دیا... ”یہ مر چکا ہے“!...

ذرا ہی دیر میں گھر لوگوں سے بھر گیا۔ میرے سامنے میرے دوسرے جوان بیٹے کی لاش پڑی تھی اور میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی، سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں ختم ہو چکی تھیں۔ اچانک ہی نہ جانے مجھے کیا ہوا کہ میں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا میں کہہ رہی تھی۔

”آؤ لوگو! دیکھو مجھے... میں وہ شیطانی عورت ہوں جس نے دو گھرانے تباہ کر ڈالے۔ پہلے میں نے اپنے حقیقی مالک کو بھلا دیا، میں نے شیطان کے آگے سر جھکایا، میں نے کالا جادو کروا کہ اپنی بیٹی کو طلاق دلوائی اور ریحان پر بھی کالا جادو کروایا تا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ میں ریحان کی بیوی کو عیش میں دیکھ کر حسد کا شکار ہو گئی تھی۔ میں نے اپنی بیٹی کی شادی اس سے کروائی، میرے کفر کی سزا اللہ نے یہ دی کہ میرے دونوں

جوان بیٹے مر گئے' بہو نے دھتکار دیا' میرا اماد نشئی ہو گیا ہے۔ مجھے یہ منحوس بیماری لگ گئی' میں نے کفر کیا۔ میں کافر ہو گئی... تم سب لوگ مجھ پر تھوکو... مجھ سے نفرت کرو... میں ہمدردی کے لائق نہیں ہوں... میں نفرت کے قابل ہوں''...

میں چیخ چیخ کر اور بھی نہ جانے اور کیا کیا کہہ رہی تھی۔ میرے منہ سے اقرارِ گناہ سن کر سب عورتیں آپس میں باتیں کرنے لگیں۔ خاندان کی تمام عورتیں نفرت سے مجھے دیکھنے لگیں۔ خاص طور پر زبیدہ نے مجھ سے بہت زیادہ نفرت کا اظہار کیا' بڑا بیٹا سب کے سامنے کہہ گیا۔

''اس عورت سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے''!...

زبیر کی تدفین کے بعد میں تنہا رہ گئی۔ سوائے افشین کے کوئی میرے پاس نہیں تھا۔ اس نے مجھ سے بہت سی باتیں کیں' میں بھی رہ رہ کر اپنے کافرانہ عمل پر پچھتاوے اور پشیمانی کا شکار ہو رہی تھی' تب افشین نے مجھ سے کہا۔

''امی یہ اچھی بات ہے کہ آپ کو اپنے گناہ کا احساس ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں اس کی سزا بھی دے دی۔ اب آپ اللہ سے صدق دل سے توبہ کریں اور اس سے معافی مانگیں' وہ اللہ بہت رحیم اور کریم ہے' وہ سچے دل سے کی گئی توبہ کو ضرور قبول کرتا ہے اور اپنے بندے کو معاف کر دیتا ہے۔''

''کس سے معافی مانگوں...!'' میں نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔ اللہ کا نام کوئی بھولی بسری بات لگ رہا تھا۔

''اللہ تعالیٰ سے امی... اللہ تعالیٰ سے...'' افشین نے بُری طرح روتے ہوئے کہا۔

''ال... ال... لا...!'' میرے منہ سے بڑی مشکل سے نکلا۔

''ہاں امی اللہ سے... اے میرے اللہ میری ماں پر رحم کر... شیطان نے اس کو ورغلا دیا تھا' یہ اولاد کی محبت میں تجھے بھول گئی تھیں۔'' پھر وہ میرے گلے لگ کر زور زور سے رونے لگی اور روتے ہوئے بولی۔ ''امی آپ کلمہ پڑھیں' اسلام قبول کریں' پتا نہیں اس شیطان نے آپ کے منہ سے کون کون سے کفر کے کلمات نکلوائے ہیں۔''

پھر افشین نے مجھے کلمہ پڑھایا... اور اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام میرے منہ سے نکلوایا' میں نے غسل کیا اور دوسرا لباس پہنا' پھر جائے نماز پر بیٹھی افشین نے مجھے نماز پڑھائی جو میرے ذہن سے محو ہو چکی تھی۔

نماز پڑھ کر میں نے سجدے میں گر کر گڑ گڑا کر اللہ سے اپنے کفر کی اپنے گناہ کی توبہ کی پھر مجھے سب کچھ یاد آ گیا۔ نماز بھی اور قرآن بھی۔

میں قرآن پاک کی تلاوت کر کے اپنے اوپر دم کر لیتی تھی۔ آہستہ آہستہ میری خارش ختم ہو گئی۔ بڑا بیٹا اپنی فیملی کے ساتھ امریکہ شفٹ ہو گیا۔ میرے پاس کھانے کے پیسے نہیں ہوتے گھر کا کرایہ کہاں سے دیتی۔ اس لیے افشین مجھے لے کر اپنے گھر آ گئی۔

ریحان نے بھی نشے کی لت چھوڑ دی ہے' وہ چھوٹی موٹی نوکری کرتا ہے' جس سے گھر کا خرچ بھی چلتا ہے اور ماں کا علاج بھی۔

ریحان اور ریحانہ دونوں ماں بیٹے میرے بُرے کرتوت کی وجہ سے مجھ سے شدید نفرت کرتے تھے اور بے زار رہتے تھے لیکن بہر حال یہ ان کی شرافت اور بڑائی تھی کہ میرا کوئی سہارا نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے مجھے اپنے گھر میں رکھ لیا ہے' میں دن رات اللہ سے توبہ استغفار کرتی ہوں۔ میں نے تو دنیا والوں اور اللہ کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار بھی کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگ لی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ غفور الرحیم مجھے ضرور معاف فرمادے گا۔ میری کہانی پڑھنے والوں سے بھی میں یہ التجا کروں گی کہ وہ اللہ سے میرے لیے ضرور دعا کریں کہ وہ میرے اس عظیم گناہ کو معاف کر دے اور اپنے تمام بہن بھائیوں سے یہ التجا کروں گی کہ کوئی بھی بہن یا بھائی میری طرح یہ کفر کا کام نہ کرے' ورنہ اللہ کے ہاں تو جہنم کا عذاب بھگتنا ہی پڑے گا' دنیا میں بھی بہت سے عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سب سے بڑی سورۃ سورۂ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۰۲ میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: "اور ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے عہدِ سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور ان باتوں کے بھی (پیچھے لگ گئے) جو شہر بابل میں دو فرشتوں (یعنی) ہاروت اور ماروت پر اتری تھیں اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو (ذریعہ) آزمائش ہیں۔ تم کفر میں نہ پڑو۔ غرض لوگ ان سے ایسا (علم) سیکھتے جس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیں اور اللہ کے حکم کے سوا وہ ایسے (علم) سے کسی کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے اور کچھ ایسا (علم) سیکھتے جو ان کو نقصان ہی پہنچاتے اور فائدہ کچھ نہ

دیتے اور وہ جانتے تھے کہ جو شخص ایسی چیزوں کا خریدار ہوگا اس کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور جس چیز کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا وہ بُری تھی۔ کاش وہ (اس بات کو) جانتے۔"